نمبر ۶
جلد ۴

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر واولئک هم المفلحون

اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف بلاوے اور بھلائی کا حکم کرے اور بدی سے منع کرے اور وہی لوگ ہیں بامراد

ایڈیٹر
صاحبزادہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب

قیمت سالانہ عوام سے (عگر) دو روپیہ اور طلبا سے (عہ۸) ایک روپیہ آٹھ آنہ

رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ | فہرست مضامین | مطابق جولائی ۱۹۰۹ء

باہتمام حافظ عبدالرحیم صاحب منیجر تشحیذ الاذہان ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوا

ایک قومی تحریک

ناظرین! چونکہ رسالہ کا قیام خریداروں کی کثرت وقلت پر منحصر ہے اس لیئے آپ کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ اس رسالہ کی اشاعت میں حصہ بٹائیں۔ کیونکہ فی الحال رسالہ کے خریداروں کی تعداد بہت ہی کم ہے اور مالی حالت بہت مخدوش ہے۔ تمام اخباروں اور رسالوں کے مینجر ان ہمیشہ خریداران کے بڑھانے کے لیئے اپنے مہربانوں میں تحریک کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہم نے اب تک اس قسم کی تحریک نہیں کی۔ مگر اب مجبور ہو کر تمام خریداران کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر اور کچھ نہیں تو ۱۹۰۹ء کے آخر تک ہر ایک خریدار تین خریدار اور مہیا کر دے تو رسالہ کی مالی حالت کسی قدر درست ہو جائے گی۔ اور ہم اپنی طرف سے وعدہ کرتے ہیں کہ انشاءاللہ رسالہ کو اور بھی مفید بنانے کی کوشش کریں گے۔ اب ہم منتظر ہیں کہ کون مجاہد اس بارہ میں جہاد اور کوشش سے کام لیتا اور ثواب دارین حاصل کرتا ہے۔

(مینجر تشحیذ الاذہان)

ضروری اطلاع:- تمام خریدار صاحبان کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ میرے نام پر کوئی خط نہ لکھا کریں۔ بلکہ مینجر کے خط مینجر رسالہ کے پتہ پر اور سکرٹری کے خط سکرٹری انجمن کے پتہ پر بھیجا کریں۔ تاکہ خط وکتابت میں حرج نہ ہو۔

عبد الرحیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عورتوں سے پردہ

زمانہ کی تبدیلی کی وجہ سے مسلمانوں میں بھی ایک جوش پیدا ہوا ہے کہ وہ پردہ کے متعلق کچھ زیادہ غور کریں اور یورپ کی نئی تہذیب کی موجوں کے مارنیوالے دریا کے اوپر اپنی تمدنی کشتی کو بھی چلائیں۔ سو اپنے بعض اُن علاقوں کے جہاں یوروپین تہذیب نے اپنے اصول کو روشن پیرایہ میں ابھی ظاہر نہیں کیا جہاں ابھی عقل کے دعویداروں نے نقل کے مدّعیوں پر فتح نہیں پائی باقی تمام علاقوں کے مسلمان بلکہ مسلمانوں پر ہی کیا منحصر ہے دوسری قومیں بھی اپنے پُرانے عقائد اور رسوم کو خیرباد کہنے کی فکر میں ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ جسکی لاٹھی اُس کی بھینس چونکہ یورپ اس وقت ترقی کے اعلیٰ معراج پر ہے اور کُل دنیا اسکے آگے سرنگون ہو رہی ہے۔ فتوحات ہر جگہ اُسکا خیر مقدم کر رہی ہیں۔ صنعت و حرفت اُسکے ہاتھ میں ہے تو زراعت و تجارت بھی اُسی کے قبضہ میں۔ علوم کا مالک ہو رہا ہے ایجادوں کا گھر بن رہا ہے۔ غرض انسانی جسم کے متعلق کُل سامان اسوقت اُس کی کوشش سے مہیا ہو رہے ہیں اس لیئے ہر ایک قوم کا

دل چاہتا ہے کہ اُسی کے نقش قدم پر چلے اور ہر ایک بات میں اُسکی
نقل کرے۔ چنانچہ اس جوش کا نتیجہ یہ ہے کہ بعض لوگ تو اسبات کے
مدعی ہیں کہ یورپ کے علوم کا مقابلہ کرنیوالے اور علوم ممکن ہی
نہیں ہمارے آباو اجداد یونہی بھٹکتے ہی پھرے اور کبھی راہ راست پر
چلنے کا اُنہیں موقعہ ہی نہیں ملا۔ وہ محض تاریکی میں پڑے ہوئے
تھے جہالت میں پھنسے ہوئے تھے سچے علوم سے بے بہرہ تھے
سویلیزیشن کے قواعد سے ناواقف تمدنی اصول سے بیخبر غرض کہ
علم کی ہوا تک اُنہیں چھو نہ گئی تھی۔ مگر اب یورپ کی طفیل وہ
خزانہ جو قدرت نے فطرت انسانی میں چھپا کر رکھا تھا دریافت ہوا
ہے اور سب دنیا نے اُس سے فائدہ اُٹھانا شروع کیا ہے اور
اس لیئے اس گروہ کا اعتقاد ہے کہ آنکھیں بند کیئے یورپ کا تتبع کیئے
چلے جاؤ۔ اور یہ کبھی مت خیال کرو کہ راہ میں کوئی گڑھا بھی ہے۔
اور جو ایسا خیال کرے اسکی روح بیمار ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ
اُس میں ابھی پُرانی جہالت کی کوئی رگ باقی ہے اور اخلاقی جرأت
کی کمی ہے۔ اولڈ فیشن آدمی ہے زمانہ کی ترقیات سے تعصب رکھتا
ہے غرض ہر قسم کے نقص اُس میں پائے جاتے ہیں ایک اور
گروہ ہے جو اس حد تک تو نہیں پہنچا مگر ایک طرز سے کچھ بھی نہیں کہ
وہ بھی اگرچہ یورپ کی ہر ایک بات کو پتھر کی لکیر سمجھتا ہے اور
اُسکے برخلاف ایک لفظ بھی کہنے والے کو محض جاہل اور علوم متعارفہ
سے نابلد بتلاتا ہے مگر ایک بات ہے کہ وہ ابھی اسقدر جرأت نہیں
کر سکتا کہ اپنے آباؤ اجداد اور انبیاء و اولیاء کو بُرا بھلا کہے بلکہ اسکی یہ

کوشش ہے کہ یورپ کی ہر ایک بات کو اپنی کتابوں میں سے نکال کر دکھلانا چاہتا ہے تمام پولیٹیکل اور سوشیل مسائل جو یورپ میں مل کئے جاتیں بالکل درست ہوتے ہیں اور آج سے کئی سو برس پہلے سے اُنکی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ مگر یہ بات بھی ہے کہ یورپ کا کوئی طریق بھی خلاف عقل یا شرافت انسانی نہیں ہوتا۔ جو صدا وہاں سے اُٹھے وہ بالکل سچ درست اور بجا ہے۔ غرض کہ یہ لوگ بھی اندھی تقلید میں پھنس رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خدا کے کلام کو انسان کے خیالات کے ماتحت کر دیں اور جو کچھ قرآن شریف فرماتا ہے اُسے مل برکلے اور سپنسر کے اقوال کے بالکل مطابق ثابت کر دکھائیں۔

مگر یہ سب کچھ تو ہوا اب اس کا کیا علاج ہے کہ آج یورپ کچھ کہتا ہے تو کل اور کہتا ہے اور پرسوں کچھ اور ہی۔ جس سے یہ مشکل پڑی ہے کہ اپنے عقائد تو اس لئے چھوڑے تھے کہ یورپ کے نئے علوم سے فائدہ اُٹھائیں۔ وہاں کوئی دم ایک جگہ قرار ہی نہیں سیماب کی طرح ایسی ایسی تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ ابھی ایک خیال اچھی طرح ذہن نشین نہ ہوا تھا کہ دوسرا اور آموجود ہوا۔ اب ایسے موقعہ پر وہ لوگ جو صرف یورپ کا دامن پکڑے بیٹھے ہیں یہ کہہ کر چھوٹ جائیں گے کہ روز بروز انسان ترقی کر رہا ہے اور اس لئے ہمیشہ انسانی خیالات بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں کیونکہ ایک جگہ پڑا ہوا پانی آخر گدلا ہو جاتا ہے۔ ہر چیز کے لئے ہر آن ترقی مقدر ہے۔ مگر جو یورپ کے ساتھ اپنے آباؤ اجداد کو بھی گھسیٹنا چاہتے

ہیں انکے لیے ذرہ مشکل ہے کل تک جس بات کو وہ یورپ سے سیکھ کر اپنے بڑوں کی کتابوں سے نکال نکالکر دکھا رہے تھے آج اُسی کو یورپ غلط بتا رہا ہے پھر اب بنے تو کیسے بنے آخر کوئی نہ کوئی پہلو نکالکر پھر یورپ کے دامن سے اپنے آبار کے دامن کو گرہ دیتے ہیں مگر تا بہ کے۔ غرض کہ یہ دونوں گروہ غلطی پر ہیں اور جس بات سے نکلنا چاہتے ہیں یعنی تقلید سے اُس میں جاکر گرتے ہیں اور اوندھے مُنہ گرتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ خذ ماصفا ودع ماکدر ...... جو اچھا ہو اُسکو لو اور جو بُرا ہو اُسکو چھوڑ دو۔ جو خدا کے کلام کی قدر نہ کرے اُس کو آخر ٹھوکر لگے گی۔ جو بات یورپ ہمارے سچے مذہب کے خلاف کہتا ہے اُسکو خواہ مخواہ اپنے مذہب میں دکھانا کیسی بیوقوفی ہے غرض دنیاوی علوم چونکہ انسانی دماغ سے نکلے ہیں اس لیے اُن میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے اس لیے اُنہیں اگر سوچ سمجھکر یورپ یا امریکہ یا جاپان کا اگر کوئی تتبع کرے تو اُسمیں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ اندھی تقلید نہ ہو۔ باقی رہا مذہب وہ انسانی دماغ سے نہیں نکلا۔ جب اُسکا بھیجنے والا علیم وحکیم وجود ہے جس کی ہر زمانہ اور ہر چیز پر نظر ہے تو پھر اسکے احکام کو یورپ کی تہذیب سے خواہ مخواہ مطابق کرنا سخت بیوقوفی ہے اور ایسے آدمی خدا اور اُسکے رسول کی ہتک کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اُنکے دماغ سے نکلی ہوئی بات خدا کی پُرحکمت بات سے کچھ کم نہ ہے مگر یہ تو ہونیسے رہا۔ ہاں اُلٹے دنیا میں ذلیل وخوار

ہوتے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر کوئی بات یورپ کی ہمارے مذہب سے ملتی ہے فبہا ورنہ اسکے ماننے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ہمارا مذہب انسانوں نے نہیں بلکہ خدا نے بنایا ہے۔ مگر وہ جو اسلام کو سچا اور خدا کی طرف سے نہیں سمجھتا اسکے لئے آزادی ہے جو چاہے کرے۔

تعجب تو یہ ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی روز دیکھتے ہیں کہ اُن مسائل میں جو یورپ ہمارے مذہب کے برخلاف بتلاتا ہے اور کرتا ہے وہ روز نقصان پر نقصان اُٹھاتا ہے مگر پھر بھی وہ خوشنما منظر جو یورپ میں انہیں نظر آتا ہے اُنہیں مجبور کررہا ہے کہ جس طرح ہو مذہب کو بھی ترک کرکے یوروپین تہذیب کو اختیار کرو۔ اور ایسا کرکے وہ خود بھی نقصان اُٹھا رہے ہیں۔ یورپ کے قدم بقدم چلکر جب اُنہوں نے اپنی مذہبی تعلیم کو چھوڑ دیا اور اپنے لڑکوں کو دین سے ناواقف رکھا تو اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اولاد عیسائی اور آریہ ہو رہی ہے۔ اور اس طرح نہ صرف مسلمانوں کو مذہبی طور سے ہی نقصان پہنچ رہا ہے بلکہ پولیٹیکل لحاظ سے بھی وہ گھاٹے میں ہیں کیونکہ جس قوم کی تعداد کم ہوئی وہ پولیٹیکل لحاظ سے بھی بہت پیچھے رہ جائے گی۔ اگر مسلمانوں میں اسی طرح شدھیاں اور بپتسمہ جاری رہے تو دیکھ لینا کہ کچھ برسوں کے بعد دنیا میں بھی انکی کچھ قدر نہ رہیگی اور رہی سہی پولیٹیکل عزت بھی خاک میں ملجائے گی اور اسطرح نہ دین کے رہیں گے نہ دنیا کے۔

اسوقت جو میں کچھ لکھنے بیٹھا ہوں تو اُسکی غرض بھی یہی ہے

کہ مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلاؤں کہ اب بھی ہوش سنبھالیں اور دین و دنیا کو یوں ضائع نہ کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر مسلمان دین پر پختہ ہونگے تو دنیا خود بخود اُنکے پیروں میں آپڑیگی۔ یورپ کی چال چلکر تو وہی مثل ہو رہی ہے کہ کوّا ہنس کی چال چلا اپنی بھی بھول گیا۔ مگر یہاں تو اُلٹی مثال ہے کہ ہنس کوّے کی چال چلنے کی کوشش کر رہا ہے اسلام جیسا پاک مذہب اور اسکی طرف سے یوں بے پرواہی تعجب نہ ہو تو کیا ہو۔ یورپ کو دیکھ لو۔ شرابخواری۔ پردہ کے ترک۔ طلاق کے انکار سے کیا کیا نتیجہ بھگت رہے ہیں یہانتک کہ اب یوروپین چیخ اُٹھے ہیں کہ کسی طرح اس کا بندوبست کیا جائے کہ شراب میں کمی ہو عورتوں میں حیا کا مادہ ہو طلاق میں سہولت ہو۔ پھر مسلمانوں پر افسوس ہے کہ یہ جس شاخ پر کھڑے ہیں اُسی کو کاٹ رہے ہیں جس تھالی میں کھاتے ہیں اُسی میں چھید کرتے ہیں۔ جس مذہب کی بدولت انہوں نے دنیا میں عزت حاصل کی ہے اُسی کو برباد کرنیکی فکر میں ہیں۔ مگر کیا اس طرح یہ معزز ہو جائیں گے کبھی نہیں۔ ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ لاہور کے ایک ہندو اخبار نے کیا ہی لطیف نکتہ لکھا تھا کہ یہ مسلمان لیڈر جو اپنے آپ کو قوم کا قائم مقام بنا کر پیش کرتے ہیں پہلے خود کو مسلمان تو ثابت کر دکھائیں نماز جیسے ضروری رکن کے تارک ہیں مذہب سے بے پرواہیں پھر مسلمانوں کے قائم مقام بنکر ہمارے سامنے لڑنیکو آموجود ہوتے ہیں۔ سو یہ بات گو خود ہندوؤں پر بھی اُلٹ پڑتی ہو مگر مسلمانوں کیلئے ضرور خطرناک اور قابل شرم تھی۔ کہ جسکا اثر قوم کے سربرآوردوں کو ضرور محسوس ہوا ہوگا۔ غرضکہ مذہب کے ترک سے عزت اور ترقی کبھی نہیں مل سکتی ہے۔ ایک شخص جو اپنے مذہب کو جھوٹا سمجھکر چھوڑ دے اسقدر قابل ملامت نہیں جیسا وہ

جو سچا جانکر اُسپر ہنسی اُڑائے اور بے پروائی کرے۔

میں اسوقت عام مسلمانوں کو اور خاصکر لیڈران کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ پردہ کے حکم کو مٹا کر جو کچھ عیسائیوں نے تجربہ کیا ہے وہ آپ کی نظروں کے سامنے ہے ہزاروں نہیں لاکھوں بچے ہر سال یورپ میں زنا سے پیدا ہوتے ہیں اور ساری کی ساری قوم کو کالک کا ٹیکا لگاتے ہیں ایک مشہور عالم کا قول ہے کہ یورپ میں نوّے فیصدی بچے حرام کے ہیں اور گو یہ بات کسی قدر مبالغہ آمیز ہی ہو لیکن واقعات سے ملا کر یہ بات کچھ زیادہ تعجب انگیز نہیں رہتی کیونکہ یورپ میں واقعی زنا کی اسقدر کثرت ہے کہ جس سے خود اہل یورپ چلّا اُٹھے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جن ممالک میں زیادہ آزادی ہے وہاں زیادہ زنا ہے پس کیا کوئی شریف آدمی ان خیالات کو دیکھتے ہوئے یہ گوارا کرتا ہے کہ اپنی ماں یا بہن یا بیوی یا بیٹی کو غیر مرد کے سپرد کردے کیا آگ اور تنکوں کا ایک جگہ جمع کر دینا عقل کا کام ہے۔ پھر تعجب ہے کہ بعض مسلمان کیونکر پردہ کے اڑانیکی فکر میں ہیں کیا یورپ کا تجربہ انکے لیئے کافی نہیں جب وہ یورپ کے اور تجربوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں تو اس میں اُنہیں کیا مشکل ہے اور اس بات میں کیوں یورپ کے برخلاف کرنا چاہتے ہیں یورپ تو اب اپنے کیئے پر پچھتا رہا ہے اور گلے پڑا ڈھول بجا رہا ہے یہ لوگ کیوں اپنی با امن زندگی کو تباہ کرنیکی فکر میں ہیں اب انگریزوں میں بھی بعض من چلے پردہ کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں چنانچہ کچھ مدت گذری کہ گورداسپور کے ایک انگریز عہدہ دار اپنی بیوی کو بالکل سوسائٹی میں نہ جانے دیتے تھے۔ یہانتک کہ ایک دفعہ جب اُن کی بیوی کسی غیر مرد سے باتیں کر رہی تھی تو اُنھوں نے اسے کوڑے رسید کیئے۔

غرض یورپ پانے کیلئے پر پچھتا رہا ہے مگر مسلمان ہیں کہ اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اپنی بیویوں کے باہر نکالنے اور مردوں سے انٹروڈیوس کرانے کے بغیر قومی ترقی ہو ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ اسی وجہ سے مسلمان نوجوان اپنے دین سے بدظن ہو کر دوسرے مذاہب کو اختیار کر رہے ہیں۔

ادھر مسلمانوں کی تو یہ حالت ہے کہ عورتوں کو مردوں کے سامنے کرنا چاہتے ہیں ادھر قرآن شریف حکمت اور دور اندیشی سے مردوں ہی سے نہیں بلکہ عورتوں سے بھی عورتوں کو پردہ بتاتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

یعنی عورتیں اپنی زینت کو کسی پر ظاہر نہ کریں سوا اپنے اپنے خاوندوں باپوں خسروں بیٹوں خاوندوں کے بیٹوں بھائیوں بھتیجوں بھانجوں خاص عورتوں لونڈیوں کے یا اُن نوکروں یا غلاموں پر جو قوّت مردی سے بالکل خالی ہوں یا اُن لڑکوں پر جو ابھی عورتوں کی پردہ کی جگہ پر واقف نہ ہوں۔ اور چاہیئے کہ عورتیں اپنے پاؤں کو اس طرح نہ ماریں کہ اُنکی پوشیدہ زینتیں ظاہر ہو جائیں۔ اور اے مومنو! خدا کی طرف متفق ہو کر سب کے سب جھکو تاکہ تم فتحمند ہو۔ یہ ہے مطلب اس آیت کریمہ کا جو میں اوپر لکھ آیا ہوں اب غور سے دیکھنا چاہیئے کہ بعض مسلمان تو عورتوں سے پردہ کا رواج بالکل اُڑانا

چاہتے ہیں اُس طرف خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ عورتوں کو چاہیئے کہ نہ صرف غیر مردوں سے ہی پردہ کریں بلکہ غیر عورتوں سے بھی جنکے حالات سے کامل طور پر واقف نہ ہوں خاصکر غیر مذاہب کی عورتوں سے پردہ لازم ہے اور اُس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس بات پر نہ چلوگے تو یاد رکھو کہ کبھی فتحمند نہ ہوسکوگے ہاں بشرط عمل تمھیں فتوحات بھی حاصل ہونگی۔ چنانچہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے تو سپین اور ہندوستان میں عورتوں کی ہی وجہ سے فساد پڑا ہے۔ سپین کے عیسائیوں نے جب مسلمان عورتوں میں اپنی حبائل الشیطان پھیلائیں اور اُن سے طرح طرح کے گندے کام لیئے اور اُنہیں اپنے مذہب کے پھیلانے کا ایک ذریعہ بنایا اور بہت سی مسلمان عورتوں کے خیالات کو بدلدیا تو اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان نسلوں میں عیسائیت کے برخلاف وہ جوش نہ رہا اور وہ اُن سے اسقدر مل گئے کہ عیسائیوں کو اُنپر اقتدار ہوگیا۔ دوسری طرف عیسائیوں نے اپنی عورتوں کی معرفت مسلمانوں میں عیاشی اور آرام طلبی کی عادت ڈالدی جس سے اُنمیں نہ وہ غیرت اسلامی رہی نہ وہ لڑنے کی طاقت رہی۔ آخر نوبت بہ اینجا رسید کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کے ملک پر رفتہ رفتہ قبضہ پانا شروع کیا۔ خواب خرگوش میں سونیوالے مسلمان کچھ ایسے مزے میں تھے کہ اُنھیں خبر بھی نہ ہوئی اور ظالم عیسائی غرناطہ کی دیواروں کے نیچے تک آپہنچے مگر مسلمان کچھ ایسی شراب کے نشہ میں نہ تھے کہ جسے یہ مصیبت کچھ ہلکا کرتی وہ اُسی طرح اپنے عیش میں پڑے رہے گویا شہر کے باہر فوج نہیں بلکہ برات پڑی تھی۔ شائد اسی قسم کی حالت کی نسبت کسی شاعر نے کہا ہے کہ ع

یاں وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے۔ آخر جب دشمن

کے پے درپے حملوں نے عیش منغص کردیا تو پھر بھی یہ ہمت نہ پڑی کہ تلوار پکڑتے اور یا مارتے یا مرتے بلکہ اُس ملک کو ہی ناپسند کیا جس میں اُنہیں عیش نصیب نہ ہو وطن ترک کرنیکی ٹھانی اور بوریا بندھنا سمیٹ افریقہ واپس آنیکی ٹھانی مگر اپنی دُھن کے پکے عیسائی اُنہیں کب واپس آنے دیتے تھے کچھ جلادیئے کچھ غرق کردیئے جس سے گو اہل سپین تو بدنام ہوگئے اور نہ صرف مسلمان بلکہ یوروپین بھی اُنکے ظلم کو دیکھکر کانپ اُٹھے مگر مسلمانوں کو ایک ایسا سبق ملا کہ اُسکے بعد امید نہ تھی کہ پھر کبھی اس قسم کی حرکت کرتے۔ مگر افسوس کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اس نصیحت سے فائدہ نہ اُٹھایا اور قرآن شریف کے حکم کے توڑنے ہی میں حکمت دیکھی۔ مگر نتیجہ کیا ہوا کہ حکومت کھوئی۔ دولت کھوئی اور عزت کھوئی۔ مگر سمجھے پھر بھی نہیں۔

کیا اس بات میں کچھ شک ہے کہ مسلمانوں کی تباہی صرف ہندوؤں کی رسومات کے جاری ہونے سے ہوئی ہے۔ کیا شراب خواری اور عیاشی نے انہیں تبہ نہیں کیا۔ کیا آرام طلبی نے انکی جڑھوں میں تیل نہیں دیا؟ جلال الدین اکبر بادشاہ نے بڑی دانائی اور حکمت سے یہ چاہا کہ ہندوؤں کو مسلمانوں میں شامل کرلے اور اُس نے اسلیئے ہندوؤں کی لڑکیاں مسلمان شہزادوں کے ساتھ بیاہنے کی رسم نکالی۔ مگر اس بات کا ہمیشہ لحاظ رکھا کہ شرافتِ خاندانی قائم رہے مگر ہرچہ گیرد علتی علت شود۔ اُسوقت کے نادان مسلمانوں نے ہی کہ وہ سے رابطہ و تعلق کیا خیر مرد تو بوجہ علم کے کسیقدر بچ ہی رہے مگر عورتیں ہلاک ہوگئیں۔ شادی کی سیدھی سادھی رسم میں ہی اسقدر پیچ در پیچ شاخیں نکل آئیں کہ شادی خانہ آبادی کی جگہ خانہ بربادی ہوگئی۔ جانتے ہو کہ مسلمان

کی زمین کہاں گئیں وہ انہی شادی کی رسموں سے انکے ہاتھوں سے نکلکر ہندو بنیوں اور مہاجنوں کے ہاتھ میں چلی گئیں جب پاس پیسہ نہ ہوا اور رسومات پر ہزاروں روپے خرچ ہونے ہوئے تو اسکے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا کہ زمینیں گرو رکھائیں اور بیٹے یا بیٹی کی شادی رچائی خاندان میں تو ہوا کر کچھ زیادتی ہی ہوئی اور جو جائداد تھی اُس سے ہاتھ دھو بیٹھے بیٹی کی شادی ہوئی تو وہ گھر سے جاتے ہوئے والدین کا گھر بار عزت وجاہت ساتھ ہی لے گئی۔ غرض ان رسومات سے مسلمان بیچارے تو کہیں کے نہ رہے ہندوؤں کے گھر عزت سے مالا مال ہو گئے۔ باقی رہا یہ کہ ہندو اُن رسموں سے کیوں تباہ نہیں ہوتے اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی حیثیت کو ہر حال میں مدِ نظر رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے خرچ پر انہوں نے تجربہ کیا ہے کہ جتنی چادر دیکھو اُتنے پاؤں پھیلاؤ۔ غرض ان رسموں کے ساتھ ہی لازمی طور سے عیاشی بھی آئی اور سلطنت مغلیہ کو جڑھ سے اُکھیڑ کر پھینک دیا۔ افسوس اب بھی وقت تھا کہ مسلمان نصیحت پکڑتے مگر میں دیکھتا ہوں کہ آفت یہ آفت پڑ رہی ہے مگر مسلمان ہی ہیں کہ انکے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی کاش اگر یہ اس تجربہ سے فائدہ اُٹھاتے تو گورنمنٹ برطانیہ کے پُر امن راج کے نیچے خوب ترقی کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے اس دَور میں بھی عیسائی مسوں کو اپنے گھروں میں داخل کر کے وہ مصیبت سہیڑی ہے کہ جس سے بچنا اب مشکل ہو رہا ہے۔ قرآن شریف کا حکم کیسا پاک ہے کہ پہلے ہر ایک عورت کو جس سے تم اپنی عورتوں کو ملانا چاہو اچھی طرح سے دیکھ لو کہ اُسکا چال چلن کیسا ہے جب ایک بڑے تجربہ کے بعد اُس عورت کا اطمینان ہو جائے تو پھر اُسے گھر میں آنیکی اجازت دو چنانچہ نساءھن سے

یہی مراد ہے کہ وہ عورتیں جو تمہارے گھروں میں آئیں ایسی دیکھی بھالی ہوں کہ گویا تمہاری ہی اپنی ہی عزیز ہیں۔ اے نادان مسلمانوں ایک عرصہ تک اپنے خود ساختہ قوانین پر چلکر نتیجہ دیکھ ہی چکے ہو ذرہ خدا کے قانون پر بھی چلکر دیکھلو کیا پھر بھی تمہارے گھروں میں عیش و آرام طلبی رہتا ہے یا نہیں کیا پھر بھی تمہارے گھروں سے عورتوں کو کوئی بھگا کر لیجاتا ہے روزانہ سنتے ہو کہ فلاں جگہ فلاں کس فلاں لڑکی کو بھگا کرلے گئی مگر تم ہو کہ پہلو تک نہیں بدلتے۔ ہر شہر میں واقعات پیش آتے ہیں مگر بیدار ہی نہیں ہوتے۔ کاش اب بھی سمجھو ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ سیالکوٹ سے ایک لڑکی کو مس بھگا کرلے گئی ساتھ ہی خبر آئی کہ ہندوستان میں بھی اب واقعہ ہوا ہے اور ان دو واقعات پر کیا بنا ہر کونسا مہینہ سلامت جاتا ہے کہ اسطرح مسلمانوں کی عزت خاک میں نہیں ملائی جاتی۔ مگر سچ ہے کہ جبتک انسان خدا کے ساتھ نہ ہو وہ بھی اسکے ساتھ نہیں ہوتا اگر مسلمان اب بھی اپنی عورتوں کو اس زہریلے اثر سے بچالیں اور انکی کامل اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور انہیں دین کی طرف راغب کریں اور ان کے دلوں سے ایسے رسومات کے نقش کو مٹادیں جو ہندوؤں اور عیسائیوں کی صحبت سے منقش ہو گئے ہیں تو آئندہ نسلیں خود بخود دین کی طرف متوجہ ہونگی اور اسلام کی اتباع کا شوق انہیں پیدا ہوگا اور صحابہؓ کی سادگی جب پیدا ہوئی تو پھر کونسا ملک ہے جو انکے لیئے بند ہو سکے اور کونسا دروازہ ہے جو ان پر نہ کھلے حاکم محکوم کے دل خدا کے ہاتھوں میں ہیں اگر مسلمان اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں تو مسلمانوں کے حاکم اور محکوم خود بخود انکی ہمدردی اور فرمانبرداری پر تیار ہو جائیں گے۔ یہ وقت ہے کہ مسلمان کچھ کر کے دکھائیں دنیا کے ہر ایک کونہ میں انکو ذلت پہنچ رہی ہے اور یہی حالت رہی تو خدا جانے نتیجہ کیا ہے۔ کاش کہ

مسلمان قرآن شریف کے احکام کو مدِ نظر رکھیں جنکواب وہ ہر ملک اور علاقہ میں چھوڑتے جاتے ہیں اور جبتک قرآن شریف تو فرماتا ہے کہ اپنے گھروں میں اُن عورتوں کو بھی مت آنے دو جن پر پوری طرح سے بھروسہ نہ ہو اور تمھیں اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ یہ تمھاری عورتوں پر کوئی بُرا اثر نہ ڈالیں گی۔ مگر ایک حصّہ مسلمانوں کا مردوں سے پردہ کرانے کا ہی مخالف ہے چنانچہ اُسکا نتیجہ بھی یہ دیکھ چکے ہیں اور ہر روز دیکھتے ہیں مگر بقولیکہ ع

کچھ ایسے سوتے ہیں سونیوالے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے،

خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے کہ مسلمان بیدار ہوں اور اپنے مذہبی احکام پر چلکر دین و دنیا میں ترقیات حاصل کریں۔ آمین۔

مرزا محمود احمدؐ

Digitized by Khilafat Library

ہم قرآن شریف پر کامل طور پر عمل نہ ہوگا۔ کامیابی ناممکن ہے اور بالکل ناممکن ہے۔ جیسا کہ ابھی ایک واقعہ بتایا ہے کہ

تبلیغِ اسلام

ناظرین! حضرت صاحب کی وفات کے بعد میرے دل میں یہ خیال بہت دفعہ پیدا ہوا کہ آپکے وجود باجود کے دنیا سے اٹھ جانیسے جہاں اور بہت سے تغیرات دنیا میں ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ وہاں ہر ایک احمدی کی کوششوں اور جدّ و جہد میں بھی ایک نمایاں تبدیلی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ یہ خیال اسطرح جوشزن ہوا کہ آخر مجھے اس معاملہ کو جماعت کے سامنے پیش کرنیکا خیال پیدا ہوا جس کے لیئے میں اسوقت قلم اُٹھا رہا ہوں۔ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ حضرت صاحب کی وفات سے ہم پر بعض نئی ذمہ واریاں پڑی ہیں اور وہ کام جسکو وہ خدا کا برگزیدہ نبی کرتا تھا اب ہمارے سپرد ہوا ہے جس سے اب یہ بات ضروری اور لازمی ہوگئی ہے کہ ہم بھی اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کریں اور ایک خاص جوش ہمارے دلوں میں پیدا ہو۔ اور ہماری ہر قسم کی سستی اور کاہلی کافور ہو جائے اور ہمارے دل محبتِ الٰہی کی بیخود کرنیوالی شراب سے لبریز ہوں غرض کہ ہم میں ایک ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ اُس برگزیدہ کی موت سے جو کمی ہم میں پیدا ہوگئی ہے اُسے خداوند تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے پورا کر دے اور ہماری حالت کو جاذبِ نصرت بنائے۔ اور وہ مقصد جسکے پورا کرنیکے لیئے ہم اس جماعت میں داخل ہوئے ہیں اسقدر عظیم الشان ہے کہ بغیر ایک فوق العادت جوش اور کامل ایمان کے پورا ہونا مشکل ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا دعویٰ کرنا گو بظاہر بہت آسان معلوم ہو لیکن غور سے دیکھو تو اسی کا نام دوسرے لفظوں میں اسلام ہے اور یہ

تب تک نہیں ہوتا کہ جب تک انسان دنیا ہی میں اپنے اوپر ایک موت وارد نہ کرلے اور اپنی تمام خواہشوں کو خدا کے لیئے ہی نہ کردے۔ آدم سے لیکر ہمارے نبی کریمؐ تک تمام انبیاءؑ اس کام کے لیئے آئے اور سخت جہاد اور کوشش سے انہوں نے اپنے مقصود کو پورا کیا۔ جب کبھی ایک انسان یا جماعت نے اس کام کو پورا کرنیکا ارادہ کیا ہے اور خدا نے اُنکو اس کام کے لیئے چنا ہے تب ہی ایک سخت مخالفت اور عداوت کا سامنا ہوا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں شیطان نے جو کچھ کیا اور جن راہوں سے اُنکو اس کام کے پورا کرنیکے لیئے روکا وہ قرآن و احادیث سے ظاہر ہیں اور ہر ایک مسلمان اُنسے واقف ہے پھر حضرت نوحؑ کے وقت میں جو جو رکاوٹیں پیش آئیں اور جن جن طریقوں سے اُنکے مخالفین نے اُنکے سلسلہ کو تباہ کرنا چاہا وہ سب پر ظاہر ہیں۔ پھر اُنکے بعد حضرت ابراہیمؑ حضرت اسحٰق حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور اُنکے مریدین کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ مخفی نہیں اور سب سے آخر میں ہمارے ہادی اور رہنما خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کام کو پورا کرنے کا ارادہ کیا اور خدائے تعالیٰ نے اُنکو حکم دیا کہ وہ اسے انجام دیں تو مخالفت اور شرارت کی حد ہوگئی مکہ اور اُسکے اطراف کے لوگوں نے دس برس تک آپکو وہ تکلیفیں دیں کہ الامان الامان یہانتک کہ بنی ہاشم سمیت آپکو ایک پہاڑی میں تین سال تک محصور رہنا پڑا اور اہل مکہ سے ہر قسم کے تعلقات ٹوٹ گئے۔ اور آپکے ہاتھ کسی قسم کا سودا بیچنا یا آپ سے ہم کلام تک ہونا ممنوع قرار دیا گیا چنانچہ طائف کا واقعہ جس میں آنحضرتؐ پر پتھر برسائے گئے اور آپکا جسم مبارک لہولہان ہوگیا۔ اور آپکے پیچھے شریر اور بدمعاش آپ کو دکھ دینے کیلئے لگائے گئے اُن تکالیف کی جو اُس وقت کے بدمعاشوں کے ہاتھوں آپ کو پہنچیں ایک

کھلی مثال ہے۔ اسکے علاوہ وہ تکالیف جو آپکے صحابہؓ کو اس راہ میں پیش آئیں
ایک سخت سے سخت دل والے انسان کو کنپا دینے کے لیئے کافی ہیں انکو پیٹا گیا
اور لوٹا گیا اور بے عزت و بے حرمت کیا گیا اور ہر قسم کے عذاب دیئے گئے صرف
اس لیئے کہ انہوں نے اسلام کو اختیار کیا تھا اور اسکے پھیلانے کیلئے اپنی جانیں
بیچ دی تھیں وہ قتل کیئے گئے اپنے گھر بار سے نکالے گئے اور وطن سے بے وطن
ہوئے انکے بچے اور انکی بیویاں انکی آنکھوں کے سامنے بے رحمی سے ماری
گئیں اور یہ سب کچھ اسلیئے ہوا کہ انہوں نے آنحضرتؐ کے ہاتھ پر اس بات کا
اقرار کیا کہ ہم خواہ کچھ ہو دنیا میں اسلام کی پاک تعلیم کو پھیلائیں گے۔ چنانچہ قرآن
شریف میں آیا ہے کہ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ
یعنی ان سے دشمنی نہیں کی گئی مگر اس لیئے کہ وہ خدائے عزیز و حمید پر ایمان
لائے یعنی انہوں نے اسلام کی پیروی کی اور احادیث سے ثابت ہے کہ
ایک دفعہ کفار مکہ نے آپس میں مشورہ کر کے نبی کریمؐ کو کہلا بھیجا کہ ہم آپ کی ہر ایک
بات کو ماننے کے لیئے تیار ہیں مگر ہمارے بتوں کی برائی نہ کی جائے اور اس
معاملہ میں خاموشی اختیار کی جائے۔ مگر اس کا جواب نبی کریمؐ نے یہی دیا کہ دنیا
کی کوئی خواہش یا لالچ مجھے تبلیغ اسلام سے نہیں روک سکتی۔ پس یہ تمام
تکلیفیں جو نبی کریمؐ یا صحابہؓ کو دیگئی تھیں انکی اصل غرض یہی تھی کہ انکو اسلام
کی تبلیغ سے روکا جائے اور دین سے ہٹا کر دنیا کی طرف متوجہ کیا جائے۔

پھر اس زمانہ میں ہی دیکھ لو کہ جب خدائے قادر نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس کام
پر مامور کیا تو دنیا نے آپکے کیسا سلوک کیا۔ آپ وہی تھے کہ جنکو براہین احمدیہ
کے شائع ہونے پر ہندوستان کے ہر گوشہ کے لوگوں نے مجدد قبول کر لیا
تھا اور ہر ایک مسلمان کی آنکھیں آپ پر لگی ہوئی تھیں اور ہر ایک دل اس امید

سے پُر تھا کہ ایک دن یہ مئے عرفان کا ساقی شرابِ وحدت پلا پلا کر تمام ہندوستان کو نشۂ حقیقی میں مخمور کر دیگا۔ لیکن جونہی خدائے تعالیٰ کی آواز نے آپ کے دل میں پکار کر کہا کہ سُن میں تجھے اسلام کی خدمت کے لیئے مامور کرتا ہوں تو مسلمانوں اور دیگر غیر قوموں کو ہدایت دے اور اُنکی آنکھوں کو کھول تاکہ بجائے ایک سیاہ اور بدنما چہرہ کے اُنہیں اسلام کا نورانی چہرہ نظر آئے اور مَیں تجھے اس خدمت کیلیئے مسیح موعودؑ کا عہدہ دیتا ہوں۔ بس پھر کیا تھا چاردانگ میں شور مچ گیا کہ کافر ہے کافر۔ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ آپ کو دُکھ دینے کیلیئے کیسی کیسی کوششیں کی گئی ہیں۔ کفر کا فتویٰ لگایا گیا گالیاں دی گئیں اور آپ کی نسبت ایسے ایسے بیحیائی کے کلمے کہے گئے کہ ایک مولوی کی زبان سے نکلنے تو الگ ایک بھنگی بھی اُنکے بولتے ہوئے جھجھک جاتا ہے۔ خطوں کے ذریعہ اشتہاروں کے ذریعہ اخباروں کے ذریعہ اور کتابوں کے ذریعہ آپ پر ایسی ایسی تہمتیں لگائی گئیں اور وہ وہ جھوٹ باندھے گئے کہ معاذاللہ۔ پھر زبانی تکلیفوں سے گذر کر عملی رنگ میں بھی کوئی کمی نہیں کی گئی۔ لدھیانہ کا فساد اور دہلی کا ہنگامہ تو خیر شروع شروع میں تھا ۱۹۰۸ء میں جبکہ اس سلسلہ کو ایک خاص ترقی اور رونق مل چکی تھی امرتسر میں وہاں کے بدمعاشوں نے پتھر پھینکنے کی جو جرأت کی اور جسطرح بلوہ کیا اُس کے آپ میں سے بہت سے لوگ چشمدید گواہ ہونگے۔ پھر اسکے علاوہ آپکے قتل کرنیکے منصوبے کیئے گئے۔ اور قتل کے مقدمے کیئے گئے۔ خود بے انصافی کر کے انصاف کی عدالتوں سے عدل چاہا گیا۔ گورنمنٹ کو بدظن کرنیکی کوشش کی گئی۔ اور ٹیکس کا مقدمہ کر کے مالی نقصان کا ارادہ کیا۔ پھر آپ کی ذات کو چھوڑ کر آپکے متبعین سے بھی ایک نہایت بُرا اور ذلیل سلوک کیا گیا۔ یہانتک کہ اُنکی چوری اور اُنکی امانت میں

خیانت اور اُنکا قتل تک جائز رکھا گیا۔ اور آجکل کے علماء نے فتویٰ دے دیا کہ ان لوگوں کی عورتیں تک نکال لینی جائز ہیں وہ گھروں سے نکالے گئے اور اُنکا مال لوٹا گیا۔ اُنسے کلام تک کرنا ایک کبیرہ گناہ قرار دیا گیا۔ یہانتک کہ جو اُنکو سلام کرے وہ کافر اور جو اُنکو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر اور یہ سب کچھ اس لیئے ہوا کہ اُنھوں نے مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے یعنی اسلام کا نورانی چہرہ دنیا پر عملاً اور قولاً ظاہر کریں گے۔ چنانچہ دشمن یہاں تک ترقی کر گئے کہ حضرت مولوی سید صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب اور میاں عبد الرحمٰن کابلی اس راہ میں شہید کیئے گئے۔ پس اے میرے دوستو! یہ کام جو احمدی جماعت میں داخل ہو کر آپ نے اپنے ذمہ لیا ہے کچھ چھوٹا سا کام نہیں اور یہ قطعاً گمان نہیں کرنا چاہیئے کہ آرام اور آسائش کے ساتھ یہ مدعا حاصل ہو جائیگا۔ بلکہ یاد رکھو کہ اس کام کے پورا کرنیکے لیئے طرح طرح کی مشکلات پیش آئیں گی اور مخالفت اور عداوت کا ایک دریا ہوگا جو تمھاری طرف امڈا چلا آئیگا۔ تمھارے دوست دشمنوں سے بڑھکر تمھیں ایذا دیں گے اور بہت ہونگے جنکو تم وفادار سمجھتے ہو لیکن جب وہ تمھاری کوششیں اس امر کی طرف سیدول دیکھیں گے تو بے وفائی کرینگے اور جن سے تمھیں خیر کی امید ہوگی اُن سے شر پہنچیگا ابتلاؤں کا اژدہا تمھاری طرف اپنا مُنہ کھولکر بڑھیگا اور وہ جو سُست اور کمزور ہوگا اُسکی خوراک بنے گا غرض کوئی مصیبت نہ ہوگی جو تمھیں نہ پہنچے گی اور کوئی دُکھ نہ ہوگا جس کا تمھیں سامنا نہ کرنا پڑے۔ اور کوئی رنج نہ ہوگا جو تمھیں غمگین نہ کرے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کی یہی سُنّت ہے اور یہی وعدہ ہے کہ جبتک وہ کسی کو آزما نہیں لیتا اور کھوٹے اور کھرے کو پرکھ نہیں لیتا اُسوقت تک اُسکو خدمت دین کے لائق نہیں بناتا اور

مومن ہونے کا معزز خطاب نہیں دیتا چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ - اور پھر ایک اور جگہ فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ه الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ه اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ - پس اس کام کے لیئے جو ہم نے اختیار کیا ہے ضرور ہے کہ ہمیں تکالیف برداشت کرنی پڑیں اور مصیبتوں کا سامنا ہو اور اگر ہم اس میں کامیاب ہوں اور اس امتحان میں پاس ہوں تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تم پر درود بھیجوں گا اور میری رحمت تم پر نازل ہوگی - اور ضرور ہے کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو پس اس کام کو شروع کر کے اب ہمیں ہر وقت تیار رہنا چاہیئے کہ جو مصیبت اس راہ میں پیش آئے اُسے برداشت کریں اور خدا سے دعا مانگتے رہیں کہ وہ ہمیں ثابت قدمی عطا فرمائے - اس موقعہ پر میں اسقدر لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب حضرت اقدسؑ کے زمانہ میں بھی ہم یہی کام کرتے تھے تو اُسوقت جو مشکلات پیش نہیں آئیں وہ اب کیوں آئیں گی سو یاد رہے کہ نبی ایک والد کی طرح ہوتا ہے اور اُسکی جماعت اُسکی اولاد کی طرح ہوتی ہے پس جیسا کہ کسی شخص کے فوت ہونیکے بعد اُسکے پس ماندگان کو شروع شروع میں بہت سی دقتوں کا سامنا ہوتا ہے ویسا ہی نبی کی وفات کے بعد اُسکی جماعت کا ایک خاص امتحان لیا جاتا ہے اور چونکہ اُنپر ایک نیا بوجھا آ پڑتا ہے اس لیئے اُس کام کی درمیانی رکاوٹوں کا دور کرنا بھی جو

پہلے نبی کے ذمہ تھا اب اُنکے ذمہ پڑ جاتا ہے - وہ بابرکت وجود جسکی وجہ سے وہ بہت سی بلاؤں سے بچ جاتے تھے وہ ان میں نہیں رہتا - اور وہ گریہ و زاری کی دعائیں اور وہ سوز و گداز کی پکار جو وہ ہر وقت کرتا تھا اب بند ہو جاتی ہے - اُسکے زمانہ میں دین کی کُل خدمت اُسی کے ذمہ ہوتی ہے لیکن اُسکی وفات کے بعد وہ تمام قوم پر تقسیم ہو جاتی ہے اور ہر ایک شخص جماعت کے علاوہ بذاتِ خود اُس کام کے کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی پر نظر ڈالکر دیکھو کہ ہم نے اُنکے زمانہ میں کیا کیا؟ سو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر دین کی خدمت تھی وہ سب آپ ہی کرتے تھے - کیا مسلمان کیا عیسائی کیا آریہ کیا سکھ اور کیا یہودی تمام کے حملوں کا جواب آپ خود دیتے تھے اور جماعت کا اندرونی انتظام بھی آپ ہی کے سپرد تھا وہ کونسی خدمت تھی جو ہم بجالائے اور وہ کونسا کام تھا جو ہم نے کیا - لیکن اب آپکی وفات کے بعد ہر ایک احمدی جماعت کے علاوہ بذاتِ خود بھی اس کام کا ذمہ وار ہے پس اب اس کام کے کرنیکے لئے جسطرح ہمکو گریہ و زاری کرنی ہوگی اور خدا کے حضور میں عاجزی دکھلانی ہوگی اور جوش و استقلال سے کام لینا ہوگا اسی طرح مختلف قسم کی تکالیف اور دُکھ بھی برداشت کرنے ہونگے - پس اس زمانہ کو اُس پہلے زمانہ کے مطابق سمجھنا ایک سخت غلطی ہے کیونکہ یہ ایک نیا دن ہے جو ہم پر چڑھا اور ایک نیا دَور ہے جو ہم پر شروع ہوا اور ہر ایک دن اور ہر ایک زمانہ کی مصیبتیں اور دُکھ اُسی میں پوشیدہ ہوتے ہیں پس جیسا کہ حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد ایک اور کام ہمارے سپرد ہوا ہے ویسا ہی ہمیں ایک نئے جوش کے ساتھ اُسے شروع کرنا چاہیئے اور اُن تمام تکالیف کو اور رنجوں اور دُکھوں اور دردوں کو جو اس راہ میں پیش آئیں برداشت کرنا چاہیئے اور وہ رکاوٹیں جو اس راہ میں حائل ہوں

اُنہیں دُور کرنا چاہیئے تاکہ ہم خدا کی صلوٰۃ اور اُسکی رحمت کے حقدار ہو کر اپنے مطلب میں کامیاب ہوں۔ اور اُس فرض کو جو خدائے تعالیٰ نے ہمارے لیئے مقرر کیا ہے پورا کریں۔ مَیں نے فرض کا لفظ اسجگہ اسلیئے استعمال کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ بیعت لیتے وقت ہر ایک شخص سے اقرار لیتے تھے کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا اور دوسرے آپ نے اپنی وصیت میں ہر ایک احمدی کا فرض مقرر کیا ہے کہ وہ اسلام کا روشن چہرہ دنیا کو دکھائے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جسکے لیئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اُس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جبتک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد ملکر کام کرو۔" سو یہ وہ عام فرض ہے جو حضرت اقدسؑ نے تمام احمدیوں کا مقرر کیا ہے اور چونکہ تمام احمدیوں نے اس فرض کو پورا کرنیکا اقرار ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ اور دوسری دفعہ حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے ہاتھ پر کیا ہے اسلیئے انہیں ڈرنا چاہیئے کہ کہیں وعدہ خلافی نہ ہو کیونکہ جو شخص وعدہ خلافی کرتا ہے وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوتا ہے چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً۔ یہ وہ عذاب ہے جو خلافِ وعدہ کارروائی کرنیکے بدلہ میں خدائے تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ پس کون بیوقوف ہے جو لعنتِ خدا کو اپنے پر وارد کرے اور اُس سے بڑھکر کون جاہل ہے جو اپنے آپ کو خود ہلاک کرے غرض اب مَیں بتا چکا ہوں کہ ہم نے کس

کام کے کرنیکا بیڑا اُٹھایا ہے اور وہ کیسا مشکل ہے اور اُسکے پورا کرنیکے لیے سخت سے
سخت مصیبتوں کا ہمیں سامنا کرنا پڑیگا۔ اور طرح طرح کے دُکھ ہمیں برداشت کرنے
پڑینگے۔ اور بہت سی تکالیف ہونگی جو ہمیں اُٹھانی پڑینگی۔ اور اس کام کو چھوڑنا بھی
ہمارے بس میں نہیں کیونکہ خدائے تعالیٰ نے یہ ہمارا فرض مقرر کیا ہے اور اُسکے نبی
نے اُسکی ہمیں وصیت کی ہے اور وعدہ کے توڑنیکا عذاب قرآن شریف نے ہمیں
بتا دیا ہے۔ پس اب ہمیں چاہیئے کہ ایک خاص جوش اور ایمان کے ساتھ اس کام کو
چلائیں اور پورا کریں اور خدا سے مدد طلب کریں کہ اُسکے فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا
تم یہ نہ سمجھو کہ ابھی ہماری جماعت قلیل ہے ہم دنیا کو کسطرح اپنی بات منوا سکتے ہیں
بلکہ ہر وقت یہ مدِّ نظر رکھو کہ خدا ظالم نہیں اُسنے تمھاری طاقتوں سے زیادہ کام تمھارے
سپرد نہیں کیا جیسا کہ فرماتا ہے کہ لا یکلف اللہ نفسًا اِلّا وسعھا غرض
ہم سے ہر ایک جو چھوٹا یا بڑا کمزور یا طاقتور سب کا فرض ہے کہ اس کام کی طرف ہمہ تن
لگ جائیں چنانچہ قرآن شریف میں جہاں بڑی عمر کے لوگوں کیلیئے بعض انبیاءؑ کی
مثالیں بیان کی ہیں وہاں نوجوانوں کیلیئے بھی نظیریں دی ہیں تاکہ وہ کچھ عذر نہ کر سکیں
چنانچہ حضرت یوسفؑ نے بارہ برس کی عمر میں وہ کام کیا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی
ہے پھر اسمٰعیلؑ ہے کہ جب اُنکی عمر قریباً ۹ نو سال کی تھی تو اُسوقت حضرت ابراہیمؑ نے
اُنکو فرمایا میّنے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں جسکو سنکر آپ نے
بڑی دلیری سے فرمایا کہ خدا کی جو مرضی ہے اُسے پورا کر۔ چنانچہ قرآن شریف میں آتا
ہے کہ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ
اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى۔ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا
تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔ حضرت اسمٰعیل نے اس چھوٹی سی
عمر میں اپنی جان تک کی پروا نہیں کی اور فوراً خدا کی مرضی پوری کرنیکے لیے تیار ہو گئے۔

پھر حضرت داؤدؑ نے بارہ برس کی عمر میں وہ کام کیا کہ حیرت اور سکتہ ہوتا ہے پھر حضرت عیسٰیؑ نے بھی جو کچھ کام ناصرہ اور اُسکے گرد و نواح میں کیا وہ تینتیس برس کی عمر کے اندر ہی تھا ہمارے نبی کریمؐ نے بھی نوجوانی کی عمر میں حاجیوں کی خدمت اور بنی نوع انسان کی بہتری کے لیئے ایک انجمن بنا رکھی تھی یہ تو انبیاءؑ کا حال ہے دوسرے لوگوں میں بھی اسی قسم کی بہت سی نظیریں مل سکتی ہیں۔ حضرت علیؓ نے نوجوانی کی عمر میں ہجرت کے دن اپنی جان نبی کریمؐ کے بدلہ خطرہ میں ڈالکر ہمارے لیئے ایک نیک نظیر قائم کر دی ہے اور آپ لوگوں میں سے بہت سے اس بات سے واقف ہونگے کہ بدر کی لڑائی میں چودہ چودہ برس کے دو لڑکے بھی شریک ہوئے تھے جنہوں نے ابوجہل جیسے کفار مکہ کے سردار کو پہچان کر جا پکڑا اور بوجہ ہتھیار کے پاس نہ ہونے کے ایک اور صحابی کی مدد سے اُسکو قتل کیا۔ بس بیشمار نظیریں انبیاءؑ کی اور اُن کے تابعین کی ایسی مل سکتی ہیں کہ اُنہوں نے نوجوانی کی عمر میں اسلام کی خدمت کی اور اسکا روشن چہرہ دنیا کے سامنے کیا ۔ پس کیا وجہ کہ آجکل کے نوجوان اس کام سے پہلو تہی کریں اور اپنی مشغولیت کا عذر کریں کیا پہلے لوگوں میں مشغولیت نہیں ہوتی تھی کیا وہ ہمیشہ فارغ تھے ؟ نہیں اُنکو بھی کام ہوتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے مگر ہم میں سستی ہے ورنہ ہمارے بھی دو ہاتھ ہیں دو پیر ہیں۔ دو آنکھیں ہیں دو کان ہیں ناک ہے اور مُنہ ہے جیسا کہ اُنکا تھا اور خدا نے ہمیں بھی اُنکی طرح دل دیا ہے کہ ہمت و استقلال سے کام کریں اور دماغ دیا ہے کہ تدبر و غور کریں۔ اور عقل دی ہے کہ سمجھیں اور فہم و ذکا دیا ہے کہ بات کی تہ کو پہنچیں پس اگر ہم اپنی طاقتوں کو ضائع کریں اور برمحل استعمال نہ کریں اور عقل و فہم سے کام نہیں تو یہ ہمارا اپنا قصور ہے اور ہم ہی اس کوتاہی کے ذمہ وار ہیں ہمارے پاس وہ سامان موجود ہیں جو پہلوں کے پاس نہ تھے اور دین کو پھیلانے کیلیئے ایسے

آرام کے اسباب مہیا ہیں کہ ہمارے بزرگ اُنسے واقف تک نہ تھے پس ہم کیوں اُنسے پیچھے رہیں۔ خدا نے ہمیں صِرَاطَ الَّذِینَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ پر چلنے کا حکم دیا ہے پس ضرور تھا کہ وہ ہمیں بھی وہی طاقتیں اور قوتیں بخشتا سو اس نے اپنے فضل سے ہم کو وہ عنایت کی ہیں ۔ ہاں اب یہ ہمارا فرض ہے کہ سُستی اور کاہلی کو چھوڑیں اور اُس راستہ پر قدم ماریں جسپر ہم سے پہلے لوگ چلے۔ ہمارا پیارا مسیحؑ اپنی وصیت میں فرماتا ہے کہ "تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمھارا خدا ہے پس اپنی پاک قُوّتوں کو ضائع مت کرو اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کے منشاء کے مطابق تمھیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہو جاؤ گے" پس اے دوستو! جس کام کے کرنیکا ہم نے ارادہ کیا ہے اور خدائے تعالیٰ کو حاضر ناظر جانکر ہم نے وعدہ کیا ہے وہ گو ایسا مشکل ہے کہ آدم سے لیکر حضرت خاتم النبیّین تک اور آپ سے لیکر حضرت مسیح موعودؑ تک تمام انبیاء و اولیا کرتے آئے ہیں اور اُنکی راہ میں بڑے بڑے مصیبتوں کے پہاڑ روک بنے ہیں اور اس کام کے کرنیکی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں اُنہیں برداشت کرنی پڑی ہیں لیکن پھر بھی ہمیشہ ان انبیاء کے ساتھ ایک جماعت چھوٹوں بڑوں عورتوں اور مردوں کی ہوئی ہے کہ جنہوں نے خدا کے منشاء کے ماتحت کام کیا ہے اور اُسکو نبھاہا ہے پس اب ہم میں سے ہر ایک کا جو چھوٹی عمر کا ہو یا بڑی عمر کا بوڑھا ہو یا نوجوان فرض ہے کہ اس کام کو نیک نیتی سے پورا کرے اور خدائے تعالیٰ سے انعام کا مستحق ہو ہمارا امام ہمیں وصیت کر گیا ہے کہ تمھاری طاقتیں بھی میری ہی طرح ہیں اگر کوشش اور ہمت کرو گے اور اپنی پاک طاقتوں کو ضائع نہ کرو گے تو تم بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گے اور خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ جماعت میں داخل

ہو جاؤ گے پس اگر ہمت کرو اور استقامت دکھاؤ اور استقلال سے کام لو تو ضرور ہے کہ خدا کی مدد تمھارے شامل حال ہو اور تم اس مقصد میں کامیاب ہو مگر یاد رکھو کہ حوادثِ زمانہ کا مقابلہ کرنا ضروری ہے اور خدا کے لیئے دکھ اور تکلیفیں اُٹھانی لازمی ہیں پس جب تم اس امتحان میں پاس ہو جاؤ تو خدا کہتا ہے کہ میرا درود اور رحمت تمھارے ساتھ ہوگی اور تم اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گے۔ مگر وہ جو لغزش کھائیگا اور بزدلی دکھائیگا اور وعدہ پر ثابت قدم نہ رہیگا وہ ہلاک ہوگا اور ضرور ہلاک ہوگا پس بڑھو کہ تمھارے لیئے میدان خالی ہے تم نے ارادہ کیا ہے کہ دینِ اسلام کا چہرہ دنیا پر روشن کرکے ظاہر کرو اور یہ کام بغیر ایک عظیم الشان مجاہدہ کے نہیں ہو سکتا پھر بھی خدا تمھیں اُمید دلاتا ہے کہ استقلال اور ہمت سے کام کرو تو میں خود تمھیں مدد دونگا میں اس موقع پر مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت میں سے وہ حصہ تمھیں سناؤں جو میرے اس مضمون کے متعلق ہے اور جسمیں آپنے ہمیں بشرط ہمت و استقلال کامیابی کی اُمید دلائی ہے اور وہ یہ ہے کہ " اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑکر خدا کی رضا کے لیئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لیئے تلخی کی زندگی اختیار کرو وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے اگر تم صاف دل ہو کر اُسکی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمھاری مدد کریگا اور کوئی دشمن تمھیں نقصان نہیں پہنچا سکیگا

خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جبتک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اسکی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمھارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اُٹھالوگے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائینگے لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جسکو دل میں لگانا چاہیئے وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے تقویٰ ایک ایسی جڑھ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر یہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا دیکھو میں تمھیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جسکے تمام ارادے خدا کے لیئے نہیں بلکہ کچھ خدا کیلیئے اور کچھ دنیا کے لیئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمھاری تمام عبادتیں عبث ہیں اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمھاری مدد کریگا بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اسطرح ہلاک ہو جاؤ گے جسطرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمھیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مرجاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمھارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی

جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کیلئے ہو جائیگی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کروگے اور تعلق کو نہیں توڑوگے بلکہ آگے قدم بڑھاؤگے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤگے تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکوگے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤگے خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اسکی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا کہ خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کیئے جاؤ۔

تمھیں خوشخبری ہو کہ قرب پانیکا میدان خالی ہے ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اسکی طرف دنیا کو توجہ نہیں وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُنکے لیئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں یہ مت خیال کرو کہ خدا تمھیں ضائع کر دیگا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھیگا اور پھولیگا اور ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنیوالے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوئے بیعت میں

صادق اور کون کاذب ہے وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کریگا اور بدبختی اسکو جہنم تک پہنچائیگی اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اسکے لئے اچھا تھا مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرینگے اور انپر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کرینگی۔ اور دنیا انسے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئیگی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے انپر کھولے جائیں گے اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اسکے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جنکا قدم صدق کا قدم ہے“

اس مضمون میں حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں وہ ترکیب بتائی ہے جس سے ہم اپنے مطلب میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور وہ یہ کہ ہمت و استقلال سے کام لیں اپنے اندر خالص دین کی محبت پیدا کریں نہ صرف قول کی بلکہ عمل سے ایمان کو مضبوط کریں ہماری نرمی گرمی تلخی ترشی سب خدا کے لیئے ہو اور ہر ایک کام جو ہم کریں وہ خدا کی رضا کو حاصل کرنیکے لیئے ہو تکالیف کو اور مصیبتوں کو جو درمیان میں پیش آئیں برداشت کریں اور صبر سے کام لیں۔ اور نیکی اور تقویٰ ہر حالت میں ہمارے شامل حال ہو اور یہی وہ راہ ہے جس سے ہمیں کامیابی نصیب ہو سکتی ہے۔ پس چاہیئے کہ اگر ہم اپنے مطلب میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان باتوں کا خیال رکھیں اور انپر عمل کریں۔

اب میں اس بات پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں کہ زمانہ کی حالت کیا ہے اور ہمارے لیئے کیا کیا کچھ کرنا ضروری ہے؟ سو دیکھنا چاہیئے کہ انبیائے کرام کی

پیشگوئیوں اور آنحضرتؐ کے فرمودہ کے مطابق یہ زمانہ سب سے بُرا زمانہ ہے کیونکہ نور اور ہدایت کو چھوڑ کر لوگ ظلمت اور گمراہی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جدھر دیکھو دنیا طلبی کے منصوبے ہو رہے ہیں جسے دیکھو مال و زر کا دلدادہ ہو رہا ہے ایشیا یورپ افریقہ اور امریکہ کوئی برِّ اعظم نہیں جو اس بیماری سے بچا ہوا ہو۔ ہر ایک جگہ کے باشندے اسی فکر میں ہیں کہ دولت ملے خواہ جائز طریقوں سے یا ناجائز سے چھوٹے بڑے بچے بوڑھے کمزور طاقتور جاہل عالم بیوقوف یا دانا سب کو یہی ایک دُھن ہے اور کسی طرف نظر نہیں۔ مذہب ایک ڈھکونسلا سمجھا جا رہا ہے دین ایک فضول چیز خیال کیا جاتا ہے خدا اور اسکے رسولوں سے ہنسی کی جاتی ہے اور کتب الٰہیہ کی حقارت کیجاتی ہے اگر کسی حلقہ میں دین کا چرچا ہے بھی تو وہ بھی دنیا کے کمانے میں ایک آڑ کا کام دے رہا ہے دنیا دین پر مقدم کی گئی ہے اور دین کو بالکل بھُلا دیا گیا ہے خدا کا حق اُسے ادا نہیں کیا جاتا اور مخلوق پر بیجا ظلم ہو رہے ہیں وہ جو خالق تھا اُسے مخلوق کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ جو رازق تھا اُسے رزق کے پیچھے بھلا دیا گیا ہے بدیوں کا ایک طوفان ہے جو اُمڈا چلا آتا ہے اور شرارتوں کی ایک آندھی ہے جو دلوں کو تاریک کر رہی ہے آنکھیں ہیں مگر اُنسے دیکھا نہیں جاتا کان ہیں مگر اُنسے سُنا نہیں جاتا زبان ہے مگر اُس سے کام نہیں لیا جاتا دل تو ہیں مگر زنگ آلودہ عقلیں تو ہیں مگر فرسودہ دنیا کو خدا کا شریک قرار دیا گیا ہے اور قیامت پر ایمان نہیں رہا ہر ایک شخص یہی خیال کرتا ہے کہ دنیا کے سوا اور کوئی عالم نہیں جو کچھ نیکی بدی ہے یہیں ہے اور آئندہ کوئی پُرسش نہیں۔ اسکے علاوہ انسان کی پرستش اس حد تک پُہنچ گئی ہے کہ الامان دنیا میں قریبًا چالیس کروڑ انسان ایک کمزور مخلوق کو خدا بنائے بیٹھا ہے کروڑوں روپیہ سالانہ اسن بات

کے لیئے خرچ کیا جاتا ہے کہ خدا پرستوں کو دنیا کی لالچ دیکر انسان پرست بنایا جائے لاکھوں روپے گرجوں پر برباد کیئے جاتے ہیں تو لاکھوں پادریوں پر۔ ہزارہا کتابیں اور اشتہار لاکھوں تعداد میں ہر سال مریم کے بیٹے کی خدائی منوانے کے لیئے جُہلا میں مفت تقسیم کیئے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ اس زور شور سے جاری ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۔ خواہ عقل سے بعید ہو یا انسان اس مسئلہ کو سمجھ نہ سکے کہ خدا کے ہاں بیٹے کے کیا معنے مگر ہر حال اس جھوٹے عقیدہ کا آجکل اسقدر زور شور ہے کہ لاکھوں انسان گمراہ ہو گئے ہیں اور جو پُشت ہا پُشت سے مسلمان کہلاتے تھے آج روپیہ کے لالچ سے عیسائی ہو گئے ہیں اُن اولیا کی اولاد جنہوں نے دنیا میں خدائے واحد کی پرستش پھیلائی تھی آج مریم کے بیٹے کو خدا کا بیٹا بنا رہی ہے غرضکہ دنیا کی بہت خدا کی ذات میں شرک اور دہریت کے خیالات نے دنیا اور اہل دنیا کو ناپاک کر رکھا ہے اور ان گناہوں کی وجہ سے ہر قسم کے گناہوں کا ایک سیلاب آرہا ہے جس میں انسان غوطہ کھا رہا ہے۔ فسق و فجور کی کثرت ہے تو جھوٹ اور فریب کی زیادتی کسی کو کبر و نخوت گھُن کی طرح کھائے ہے ہیں تو کسی کو بے حیائی و بے شرمی نے تباہ کر رکھا ہے کوئی شہواتِ نفسانی کے پنجہ میں گرفتار ہے تو کوئی خواہشاتِ شیطانی کے قبضہ میں ہے غرض بدی بدکاری نفس پرستی خودی خود بینی حسد بغض کینہ بدخواہی ہجا دشمنی بدظنی ایذادہی ظلم جور تعدی بے ادبی گستاخی بدخلقی تنگ نظرفی تحقیر کمینگی ہنسی چغل خوری بدگوئی غیبت ریا۔ فریب نظری بخل بغاوت اور اسی قسم کے ہزاروں گند ہیں جو دنیا میں پھیل رہے ہے اور اہل دنیا بالکل بے خبر سو رہے

ہیں اور نہیں جانتے کہ ہم امراض مہلکہ میں مبتلا ہیں۔ اور سخت تعجب کی یہ بات ہے کہ باوجود اسقدر گناہوں اور بدکاریوں کے ایک دنیا ہے کہ اسلام جیسے پاک مذہب پر حملہ کر رہی ہے ہر ایک مذہب کا رُخ اسلام کی طرف پھرا ہوا ہے اور ہر ایک چاہتا ہے کہ کسی طرح اسے ہلاک کر دے اسلام کے خدا کو جو کل نیک صفات سے متصف ہے اور کُل طاقتیں اُسمیں پائی جاتی ہیں جو ازلی ابدی خدا ہے جو خالق ہے کُل اشیاء کا جو مالک ہے ہر ایک ذرہ ذرہ کا جو رازق ہے ہر ایک چیز کا جو واحد ہے جو قادرِ مطلق ہے جسکا نہ کوئی بیٹا نہ باپ نہ کوئی اُسکا شریک۔ بُرا کہا جاتا ہے اور اُسی حقیقی معبود کے مقابلہ میں جھوٹے اور خود ساختہ معبود پیش کیئے جاتے ہیں آنحضرت جیسے پاک انسان اور خاتم النبیین کو جو کُل نبیوں کا سردار ہے اور جسکا رتبہ کُل مخلوق سے بڑا ہے جو مظہر ہے شانِ خدائی کا جسکے لیئے زمین و آسمان پیدا کیا گیا۔ جسپر خدائے تعالیٰ نے کمالاتِ نبوت کو پورا کیا اور جسپر اعلیٰ اور مکمل دین نازل ہوا اور جسپر قرآن شریف جیسی جامعِ علوم کتاب اُتری ایسی گندی گالیاں دیجاتی ہیں اور ایسے بُرے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے کہ سنکر دل کانپ جاتا ہے۔ کوئی بُرا لفظ نہیں جو بدبخت انسانوں نے اُسکے لیئے استعمال نہ کیا ہو کوئی گالی نہیں جو اُسے نہ دیگئی ہو کوئی تہمت نہیں جو اُسپر نہ لگائی گئی ہو۔ وہ خیر البریہ نعوذ باللہ ایک ادنےٰ آدمی قرار دیا گیا جسنے کوئی گناہ دنیا کا نہیں چھوڑا اور وہ پاک وجود جس نے بدی اور بدکاری کا بیج دنیا سے نکال باہر کیا اُسے گناہوں کا پھیلانے والا سمجھا گیا وہ جس کے رحم کی کوئی حد نہیں جسکی مہربانیوں نے عرب کے وحشیوں کو رام کر لیا اُسے ظالم اور سخت گیر کہا جاتا ہے اور وہ جس نے دنیا میں علوم و فنون کا خزانہ کھولدیا نعوذ باللہ جہالت کا شائع کنندہ سمجھا جاتا ہے

قرآن پاک پر حملہ کیئے جاتے ہیں اور اسلام کی طرف برائیاں حب کی جاتی ہیں۔ دن رات یہی کوشش ہو رہی ہے کہ کسی طرح اسلام کو ہلاک کیا جائے اور مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیا جائے جان و مال سے قول و فعل سے اسلام کو ہلاک کرنیکی تدبیریں کی جاتی ہیں اسلام اور مسلمانوں کی ہلاکت کے لیئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا پادری ایک طرف اسلام کو ضعف پہنچانیکے لیئے لگے ہوئے ہیں تو آریہ دوسری طرف۔ یہ وہ حالت ہے جو اسوقت تمام دنیا میں اسلام کی ہو رہی ہر مذاہب کی ایک کشتی ہے جو اسوقت ہو رہی ہے اور ہر ایک مذہب تمام دوسرے مذاہب کو ہلاک کرنا چاہتا ہے مگر مسلمان ہیں کہ بالکل خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں دنیا میں تمام مذاہب شرک کی تعلیم دیتے ہیں صرف یہی مذہب ہے جو توحید باری کا سبق دیتا ہے مگر اسکے پیرو بالکل بے پروا ہیں۔ شرک نے توحید پر فتح پائی ہے اور کفر ایمان پر غالب ہے۔ ایک تو اسلام میں اندرونی دشمن ہی بہت سے پیدا ہوئے ہیں جو ہر قسم کے گناہوں کے مرتکب ہیں اوپر سے بیرونی دشمنوں نے رہا سہا زور بھی توڑ دیا حضرت مسیح موعودؑ نے خدا کے فضل سے مامور ہو کر تمام مذاہب باطلہ کا رد کیا اور اندرونی اور بیرونی دشمنوں کا رد کیا اور انہیں ہلاک کیا تیرہ سو ۱۳۰۰ سال کے بعد پھر اسلام اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ عیسائیت آریہ مت سکھ مذہب برہمو سماج یہودیت دہریت۔ ان تمام کے عقائد باطلہ کو توڑ کر رکھدیا اور ثابت کر دیا کہ اسلام ہی ایک سچا اور پاک مذہب ہے۔ اسلام اور قرآن کی وہ خوبیاں بتائیں کہ دشمنوں کے چھکے چھوٹ گئے اور اعدا نے دل ہار دیئے۔ اب خدا کے فضل سے کوئی نہیں جو آپکی بتائی ہوئی تدبیروں پر عمل کر کے ان مذاہب کے مقابلہ میں نیچا دیکھے اب ہمارا یہ فرض ہے کہ کل مصالحہ تیار ہے اُس سے عمارت کھڑی کر دیں۔ جس

کام کو حضرت مسیح موعودؑ نے شروع کیا تھا اُسے ہم پورا کریں۔ جہاں جہاں مسلمان پائے جاتے ہیں ہم اُنکی کمزوریوں کے دُور کرنیکی کوشش کریں۔ اور دنیا کے ہر گوشہ میں نکلکر اسلام کی خوبیاں بتائیں اور اُسکا چہرہ روشن کریں۔ ہمارا یہ عہد کرنا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے کام میں حتی الوسع مدد دینگے اور خدا کی پکار کا جواب دینگے۔ اور خدائے تعالےٰ جو اسوقت دنیا میں چاردانگ اسلام کا بول بالا کرنا چاہتا ہے ہم بھی اُسکی مدد سے اس کام کو کرینگے۔ ہمارا ہر ایک کام خدا کے لیئے ہوگا۔ ہمارا چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا کھانا پینا کسی کام کا ارادہ کرنا یا کوئی کام شروع کرنا یہ سب اُسی کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ پس وقت ہے کہ ہم اس کام کو پورے زور سے شروع کریں اور خدائے تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہمیں کامیابی عطا کرے ایک ادنیٰ ہنر کے سیکھنے یا سکھانیکے لیئے ہمیں برسوں کوشش کرنی پڑتی ہے اور مدتوں عرق ریزی کرنی پڑتی ہے تب جاکر اصل مدعا حاصل ہوتا ہے تو اسقدر بڑے کام کو شروع کرکے اگر ہم یہ چاہیں کہ چند دن یا مہینہ میں ختم ہو جائے تو یہ ایک بعید از عقل بات ہے۔ اسوقت ہر ایک جگہ دنیا دین پر مقدم کی گئی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرکے دکھا دیں اور ایسا اثر کریں کہ ہر جگہ دین ہی مقدم کیا جائے جو کوئی چھوٹی سی بات نہیں۔ لکھا ہے کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں نیکوں کی اور شیطان کی آخری جنگ ہوگی اور شیطان اپنی کُل فوجوں کے ساتھ حملہ کریگا اور اپنی ساری طاقت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں خرچ کریگا اور ہر ایک ذریعہ اُسکے برخلاف استعمال کریگا اور سب فریب جو وہ جانتا ہے کام میں لائیگا پس ایسے موقعہ پر مقابلہ بھی سخت ہونا چاہیئے اسلام کا پھیلانا معمولی بات نہیں ہمیں اپنا پورا زور خرچ کرنا ہوگا اور عاجزی سے اور الحاح

سے خدا کے حضور میں دعا کرنی ہوگی کہ وہ ہمیں کامیاب کرے دیکھو حضرت مسیح موعودؑ اس مقابلہ کے بارہ میں اپنی کتاب نصرت الحق میں لکھتے ہیں کہ

ہر طرف سے پڑ رہے ہیں دینِ احمد پر تبر ۔ کیا نہیں تم دیکھتے قوموں کو اور اُنکے وہ وار
کونسی آنکھیں جو اسکو دیکھکر روتی نہیں ۔ کونسے دل ہیں جو اس غم سے نہیں ہیں بیقرار
کھا رہا ہے دیں طمانچے ہاتھ سے قوموں کے آج ۔ اک تزلزل میں پڑا اسلام کا عالی منار
یہ مصیبت کیا نہیں پہنچی خدا کے عرش تک ۔ کیا یہ شمس الدین نہاں ہو جائیگا اب کے برغار
جنگِ روحانی ہے اب اس خادم و شیطان کا ۔ دل گھٹا جاتا ہے یارب سخت ہے یہ کارزار
ہر نبیِّ وقت نے اس جنگ کی دی تھی خبر ۔ کر گئے وہ سب دعائیں بادو چشم اشکبار
اے خدا شیطاں پہ مجھکو فتح دے رحمت کے ساتھ ۔ وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
جنگ یہ بڑھکر ہے جنگِ روس اور جاپان سے ۔ میں غریب اور ہے مقابل پر حریف نامدار
دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل سوچکر ۔ اے مری جاں کی پنہ فوجِ ملائک کو اُتار
بسترِ راحت کہاں اِن فکر کے ایام میں ۔ غم سے ہر دن ہو رہا ہے بدتر از شبہائے تار
لشکرِ شیطاں کے نرغہ میں جہاں ہے گھر گیا ۔ بات مشکل ہوگئی قدرت دکھا اے میرے یار

اس نظم سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان کسقدر زور لگا رہا ہے کہ اسلام کا نورانی چہرہ دنیا پر ظاہر نہ ہو پس اسکے لئے ضروری ہے کہ ہم اول تو اپنے دلوں کو صاف کریں ہر ایک احمدی اپنے اندر ایک خاص امتیاز رکھتا ہو جو اُسے دوسروں سے ممتاز کرے۔ ہمارے اندر نیکی کا بیج بویا جائے۔ دین کو دنیا پر مقدم کریں اور سوائے خدا کے اور کسی سے نہ ڈریں تقویٰ زہد ورع اور نیکی ہمارے ہر کام میں پائی جائے۔ اسلام کی محبت دلوں میں جاگزین ہو خدا کا شریک کسی کو نہ قرار دیں نہ قولاً نہ فعلاً۔ ہر ایک کام خدا کے لئے ہو۔ اور اُسکے ارادہ کے ماتحت ہمارے ارادے ہوں اور جو اُسکی مرضی ہو وہ ہماری مرضی ہو۔ غرضکہ ہمارا نفس ہماری جان

ہماری خواہشات ہماری آرزوئیں سب اُسی کے لیئے ہوں اور ہم ایسے ہو جائیں گویا کہ نہیں ہیں ہم ایک بیجان وجود کی طرح ہوں جو بغیر کسی کے ہلائے کے ہل بھی نہیں سکتا۔ ہر وقت ہمیں اپنی نیکی اور دوسروں کی بھلائی کی فکر ہو ہمارا اخلاق ہمارے عادات ہمارا چال چلن ہماری رفتار ہماری گفتار نیک ہوں۔ تکبر و نخوت خودی و خود پسندی۔ حرص و آز لالچ اور دنیا طلبی ہم میں پائی نہ جائیں۔ غرضکہ اس کام کو کرنیکے لیئے اول ضروری بات تو یہ ہے کہ ہم اپنے نفسونکو ٹھیک کریں اور نیکی اور تقوٰی اختیار کریں کیونکہ واعظ بے عمل کی بات اثر نہیں کرتی۔ اور وہ جو کہتا ہے اور کرتا نہیں اُسکی بات رائیگاں جاتی ہے۔ پھر بھی اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسروں کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ لکھا ہے کہ اگر کسی کی بات سے کوئی شخص ہدایت پاتا ہے تو اُس ہدایت پانیوالے کے اعمال کے ثواب کا ایک حصّہ ناصح کو بھی ملتا ہے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے دوستونکو آشناؤں کو واقفوں کو شناساؤں کو ہر وقت یا جب کبھی مناسب موقعہ ملے نصیحت کرتے رہیں۔ اور اُنہیں نیکی اور تقوٰی کی ترغیب دیتے رہیں۔ پھر ہمیں ساتھ ہی دعاؤں کا سلسلہ شروع کرنا چاہیئے ایک دوسرے کے لیئے دعائیں کرنیسے بہت سے فوائد میسر آتے۔ اور بہت سی مشکلات حل ہوتی ہیں اور بہت سے مطلب پورے ہوتے ہیں دعا ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے سخت سے سخت دشوار کام انجام کو پہنچتا ہے اور جسکو انسان ناممکن سمجھتا ہے وہ ممکن ہو جاتا ہے اور وہ جسکے لیئے دنیا کے سامان اور اسباب منقطع ہو جاتے ہیں اور امید ساتھ چھوڑ دیتی ہے دعا اُسے کامیاب کر دیتی ہے مگر ضروری ہے کہ دعا اپنی حد کو پہنچ جائے۔ پھر ہمیں ایک دوسرے کی ہمدردی کرنی چاہیئے کیونکہ ہمدردی سے بھی بہت سے کام نکل آتے ہیں ہمدرد انسان جو کام شروع کرتا ہے اُس میں خدا کے فضل سے

کامیاب ہوتا ہے کیونکہ کامل ہمدردی کامل احساس سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ جب انسان میں قوت احساس پوری ہوتی ہے تو وہ دوسرے انسان کی تکلیف کو یا راحت کو عسر کو یا یسر کو اچھی طرح سے سمجھ سکتا ہے اور جو شخص کسی اور کی تکلیف یا راحت کا احساس کرتا ہے وہ اپنے کام کی اہمیت کو اور زیادہ سمجھ سکے گا پس ہمیں ہمدردی کی قوت پیدا کرنی چاہیئے تاکہ ہم میں اپنے کاموں کا احساس پیدا ہو اور احساس سے جوش اور عقد ہمت۔ پھر ایک اور بات ہے جس سے ہمیں اپنے مقاصد میں کامیابی ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ جو نیک ارادہ ہمارے دل میں پیدا ہو فوراً اسکو پورا کریں کیونکہ اس سے نیکی کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور نیکیاں کرنے کی ترغیب ہوتی ہے اور جسقدر نیکیاں ہوں اُسیقدر بدی کا قلع قمع ہوتا ہے اگر کسی شخص کے دل میں کوئی تجویز اسلام کی خدمت کی سوجھے اور وہ اس بات کا منتظر رہے کہ پھر کبھی کرلیں گے تو ممکن ہے آئندہ زمانہ میں وہ اسباب مہیا نہ ہوں یا وہ بات ہی یاد نہ رہے یا وہ دل ہی نہ رہے کیونکہ دل خدا کے اختیار میں ہیں وہ جس طرف چاہے پھیر دے پس ہر وقت نیکیاں کرنے پر تیار رہنا چاہیئے۔ پھر جوش و استقلال کا مادہ پیدا کرنا چاہیئے اور اُس سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ جوش و استقلال کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا جب انسان کے دل میں ایک بات کے کرنیکا جوش ہی نہیں تو وہ اُسے بے فائدہ سمجھکر یا تو چھوڑ دیگا یا آئندہ کے زمانوں پر ٹالتا جائیگا اور اگر جوش بھی ہوگا تو استقلال کے بغیر کسی کام کا نہیں کیونکہ ایک کام کچھ مدت کرکے چھوڑ دینے سے بہتر ہے کہ وہ کیا ہی نہ جائے۔ پھر قرآن و حدیث سے آگاہی ہونی چاہیئے کیونکہ قرآن شریف علوم الٰہیہ کا سرچشمہ ہے جو اس سے ناواقف ہے وہ نہ تو خود علوم الٰہیہ سے واقف ہو سکتا ہے نہ دوسروں کو واقف کر سکتا ہے پھر حدیث بہت سے اجمال کی تشریح کرتی ہے جو کہ قرآن شریف میں مجملاً تحریر ہیں اسکے بعد حضرت

اقدس کی تحریروں سے واقفیت پیدا کرنی چاہیئے کیونکہ وہ کتابیں خدا کے ارادہ کے ماتحت اسی غرض سے لکھی گئی ہیں کہ اُنسے دین اسلام کا روشن چہرہ دنیا پر ظاہر ہو پس وہ کام جو خدا کے ارادہ کے ماتحت ہو وہ انسانی منصوبہ سے بہت بہتر ہے پس جبکہ ہم نے بھی وہی کام شروع کیا ہے تو چاہیئے کہ ہم اُس علوم کے ذخیرہ سے اچھی طرح سے واقف ہوں اور ہر ایک بات جو انہیں تحریر ہے ہمارے ذہن میں موجود ہو تاکہ ہمارے مقصد میں کامیابی ہو پھر اُسکے ساتھ ساتھ جیسا کہ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے حلم اور خوش اخلاقی ہو کیونکہ اس کے بغیر انسان کو تبلیغ دین کا موقعہ نہیں مل سکتا چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ یعنی اپنے گال لوگوں کے لیئے نہ پھلا یعنی اُن سے بدخلقی سے پیش نہ آ۔ پھر صبر کرنا بھی تبلیغ دین کے لیئے ضروری ہے کیونکہ جب تک مصیبتوں کی برداشت نہ ہو اور آزمائشوں پر صبر نہ ہو تو کامیابی مشکل تو کیا محال ہے جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں پھر چاہیئے کہ ہم تحریر و تقریر میں پورے مشاق ہوں کیونکہ جب تک ہم اپنے خیالات کا اظہار اچھی طرح سے نہ کر سکیں تب تک کس طرح سے تبلیغ دین کر سکتے ہیں۔ پھر آپس میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنا بھی ایک بڑا ضروری مسئلہ ہے کیونکہ جو کام جماعت سے ہو سکتے ہیں۔ وہ اکیلے اکیلے نہیں ہو سکتے۔ اب میں مضمون کو ختم کر چکا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ لوگ سب ملکر شیطانی چیزوں کا بائیکاٹ کریں ہندوستان میں بہتسے لوگ سودیشی اور بائیکاٹ کے راگ گا رہے ہیں اور سوراجیہ کی خواہشیں بہتوں کے دلوں میں ولولہ پیدا کر رہی ہیں مگر ہم کو ان دنیاوی سلطنتوں سے کوئی تعلق نہیں یہ جنکا حق ہے اُنکو مبارک ہوں ہم بھی حضرت

مسیح موعودؑ کی طرح یہی کہتے ہیں کہ تاج و تختِ ہند قیصر کو مبارک ہو مدام ہمیں دین کی ترقی کی ضرورت ہے دین تباہ ہو رہا ہے ہم دنیا کو کیا کریں تمام انسان دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اِس چند روزہ زندگی کے لیئے خدا کو بھلا بیٹھے ہیں اور شیطان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اُسکی فرمانبرداری کرتے ہیں اُسکے خیالات پر چلتے ہیں ہمارے لیئے میدان خالی ہے یہ وقت ہے کہ ہم دین کی مدد کرکے خدا سے مدد کے امیدوار ہوں پس چاہیئے کہ ہم بھی اسوقت تمام شیطانی اعمال کو بائیکاٹ کریں ہماری سلطنت خدا کی اطاعت ہے یہی ہماری خوشی ہے شیطانی تصرف سے ہمارا دین تباہ ہو رہا ہے اس لیئے اب وہی سودیشی کا نسخہ ہمیں بھی استعمال کرنا چاہیئے جبتک کہ شیطانی چیزوں کا بائیکاٹ ہم اچھی طرح نہ کرینگے اسوقت تک کامیابی محال ہے دیکھو دیکھو لوگ دنیا کے پیچھے اپنی جان و مال کی پروا نہیں کرتے تو کیا یہ ہمارے لیئے شرم کا موجب نہیں کہ ہم دین کے لیئے کچھ کام کرنیسے ہچکچائیں یہ موقعہ ہے چاہیئے کہ ہم اسے ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ خدا نے ہم پر احسان کیا ہے کہ ہم میں سے مسیحؑ کو پیدا کیا اور ہمارے ملک کو اس سے بابرکت کیا اگر وہ چاہتا تو فارس یا عرب میں اُسے پیدا کرتا کیونکہ وہ اسلامی ممالک ہیں لیکن اس نے اپنے فضل سے ہمیں اپنے لیئے چن لیا پس ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی اپنے آپ کو اُس کام کے لائق ثابت کریں وقت گذرتا جاتا ہے اور ایک ایک لمحہ ایسا قیمتی ہے کہ پھر اُس کا ملنا محال ہے خدا کا نبی ہم میں آیا اور گذر بھی گیا۔ لیکن ہم نے کوئی ایسی تبدیلی نہیں کی۔ صحابہ کے کارنامے ہمارے لیئے نظیر ہیں چاہیئے کہ جو وقت باقی رہ گیا ہے اس میں ہم انکی پیروی کرکے ثوابِ دارین حاصل کریں ورنہ وقت کے

گذر جانے پر ہزار حسرت سے بھی یہ زمانہ واپس نہ آئیگا۔ اور بجائے ثواب کے اُلٹا عذاب ہوگا پس اے میرے دستو! یہ وقت ہے کہ ہم کچھ کریں اور دین کی خدمت میں کچھ حصہ لے لیں کیونکہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اور موت ہر دم قریب ہو رہی ہے۔ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ایک وعدہ کیا تھا کہ دین کو دنیا پر مقدم کرینگے اور دین اسلام کو پھیلائینگے۔ اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ کے ہاتھ پر اُس وعدہ کو دوہرایا اگر اب ہم سُستی کرینگے تو وہ وعدہ خلافی ہوگی حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ بیعت کی نسبت فرمایا ہے کہ "جب کوئی اس عہد اور اقرار کو توڑیگا تو پھر عذاب کا مستحق ہوگا کیونکہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیئے ہوئے عہد کو توڑتا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ کی توہین کرتا ہے اور وہ خدائے تعالیٰ کے حضور مجرم ٹھہرایا جاتا ہے اور اُسے سزا ملتی ہے" (الحکم ۱۰- اپریل ۱۹۰۳ء)

اب اس دعا پر مَیں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ اپنی غریب نوازی سے کام لے کر اپنے خاص فضل سے احمدیوں کو توفیق دے کہ ہم نے جو عہد کیئے ہیں اُنکو پورا کریں اور دینِ اسلام کے پھیلانیکا کام جو ہم نے شروع کیا ہے اُس میں کامیاب ہوں۔ وَاٰخرُ دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین۔

(مرزا محمود احمد)

گُل پھینکے ہیں اَوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے ابرِ کرم بحرِ سخا کچھ تو ادھر بھی

دنیا میں ایسے آدمیوں کی تعداد بکثرت موجود ہے جنکو بخیل بھی ہرگز نہیں کہا

جا سکتا انکے دلوں میں درد بھی ضرور ہوتا ہی لیکن ساتھ ہی تنگ ظرف اور تنگدل بھی ہوتے ہیں وسعت قلب اور علوئے حوصلہ نہ ہونیکے باعث وہ ضرورتمندوں اور مانگنے والوں کی کثرت کو سکون قلب اور تحمل کے ساتھ نہیں دیکھ سکتے۔ دنیا میں پانچوں انگلیاں یکساں نہیں ہوتیں اسلیئے بہت زیادہ ممکن ہے کہ ہماری جماعت میں بھی ایسے پست خیال شخصوں کی کوئی تعداد موجود ہو جو یہ کہتے ہوں کہ ہم کہانتک چندے ادا کریں ایک دو نہیں بیسوں ضرورتیں سلسلہ کے متعلق آئے دن پیدا ہوتی رہتی ہیں اور ہم سے روز نئے نئے چندے طلب کیئے جاتے ہیں پس ایسا کہنے والے جو گویا فلاح دارین کو بے حقیقت اور نصرت الٰہیہ کو کم قیمت سمجھتے ہیں ہرگز میرے مخاطب نہیں اور ایسے پست ہمتوں کی جانب ہرگز میرا روئے سخن نہیں۔ میں اپنے اُن بہادر و باہمت خدا کے نیک بندوں اور پیارے بھائیوں کی خدمت میں ملتمس ہوں جن میں اکثر متوسط الحال اور غربا شامل ہیں کہ وہ اپنے گاڑھے پسینے بہا بہا کر حاصل کی ہوئی کمائی میں سے جس طرح اَور بہت سی دینی ضرورتوں کو پورا کرنے میں ہمت دکھاتے ہیں اسی طرح اپنے قومی صدر مقام دار الامان کی لائبریری یعنی دار الکتب احمدیہ کا بھی خیال رکھیں اور جب وہ گل اور ثمر پھینکنے پر آئیں تو کچھ ادھر بھی پھینکدیا کریں دار الکتب کیسی ضروری چیز ہے اور قوم کو اسکے شاندار بنانیکی کسقدر ضرورت ہے؟ یہ بات ایک مستقل رسالہ میں بیان کیجا سکتی ہے حضرت امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین رضی اللہ عنہ نے دار الکتب احمدیہ کو اپنا شاندار کتب خانہ عطا فرمایا ہی۔ ایک معقول حصہ حضرت امیرؓ کے کتب خانہ کا لائبریری کے مکان میں آچکا ہی لیکن مکان اور الماریوں کے نہ ہونیکے باعث اب نہ حضرت امیرؓ کے کتب خانہ پر قبضہ کیا جا سکتا ہی نہ حضرت نواب صاحب سے عرض کرنیکا موقع ہی کہ وہ حسب وعدہ اپنا کتب خانہ دار الکتب کو عطا فرمادیں۔ مکان اور الماریاں وغیرہ سامان کیلیئے روپیہ کی ضرورت ہے روپیہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ضرور فراہم ہو جائیگا۔ دیکھئے کون کون سی اجر دارین کی بھوکی پیاسی روحیں ہیں جو اس سعادت کو اپنا حصہ بناتی ہیں۔ دار الکتب کا ہر قسم کا روپیہ محاسب انجمن تشحیذ الاذہان کے نام آنا چاہیئے کوئی دار الکتب کے متعلق دریافت طلب بات ہو تو اس عاجز سے دریافت کریں۔ والسلام

(راقم اکبر شاہ خان نائب افسر دار الکتب احمدیہ قادیان)

انجمن تشحیذ الاذہان کے اغراض و مقاصد اور ضروری قواعد وغیرہ

(۱) اس انجمن کی غرض یہ ہے۔ کہ نوجوانان سلسلہ عالیہ احمدیہ کو تقریر و تحریر میں مشاق بنایا جاوے۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لیئے الف۔ پندرہ روزہ جلسے کیئے جاویں۔ ب۔ ممبران کو بار بار تحریک کیجاوے۔ کہ وہ مضامین لکھیں جو رسالہ تشحیذ الاذہان میں جو اس انجمن کے ماتحت ماہوار نکلتا ہے۔ درج کیئے جاویں۔

(۲) ہر ایک احمدی نوجوان اس انجمن کا ممبر ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اسکی عمر ۱۸ سے ۲۵ سال کے اندر اندر ہو۔

نوٹ۔ جو احباب ۲۵ سال سے زائد عمر کے ہوں۔ وہ اسکے معاون بن (سکتے ہیں)

(۳) ہر ایک ممبر کو ۴ر ماہوار چندہ دینا پڑیگا۔ اور اس میں رسالہ مفت دیا جاویگا۔

(۴) ہر ایک ممبر کیلیئے ضروری ہوگا۔ کہ وہ کبھی کبھی رسالہ کیلیئے مضمون لکھے۔

(۵) ہر ایک ممبر کو جو قادیان میں رہتے ہیں۔ پندرہ روزہ جلسوں میں لیکچر دینے ہوں گے۔ اور جو بیرونی ممبر ہیں۔ وہ اگر کسی جلسہ کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ تو انکو بھی لیکچر دینا ہوگا۔

نوٹ۔ قاعدہ ۳، ۴، ۵ جیسا کہ ممبروں کے لیئے ضروری ہے۔ ویسا ہی معاونوں کے لیئے ضروری ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

د

رسید زر بابت ماہ جمادی الاول

سنہ ۱۳۲۷ ہجری

۱۱۹ مولوی سکندر علی صاحب قیمت رسالہ عا/

۵۹۵ محمد عبد اللہ صاحب " عہ/

صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب چندہ ممبری عا/ ۸

۲۳۱ - نذیر محمد صاحب چپڑاسی قیمت رسالہ عا/

۴۰۱ - امام بخش صاحب " عہ/ ۸

۳۸۳ - کریم بخش صاحب " عا/

۳۰۰ - سید بوٹے شاہ صاحب " عہ/

۴۸۵ - عزیز بخش صاحب " عا/

۳۹۴ - چودھری پیراندتا صاحب " عا/

۱۹۷ - حافظ غلام رسول صاحب " عا/

محاسب

بقایا داران

جن اصحاب نے ابتک سنہ ۱۳۲۷ ہجری کی قیمت ادا نہیں کی یا جنکی طرف سابقہ بقایا ہے وہ مہربانی کرکے بہت جلد فرماویں ورنہ وی۔ پی ارسال ہونگے۔ (مینجر)

(مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب چھپا۔)